مسلمانوں پر مصائب و مشکلات کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے، اور صرف مکّے ہی میں نہیں، پوری سرزمینِ عرب میں کوئی جگہ ایسی نہ تھی جہاں کسی بندۂ خدا نے دینِ حق کی پیروی اختیار کی ہو اور اس کے لیے خدا کی زمین پر سانس لینا دشوار نہ کر دیا گیا ہو۔ ان حالات میں مسلمانوں کو تلقین کی گئی کہ اپنے مالک سے اس طرح دُعا مانگا کرو۔ ظاہر ہے کہ دینے والا خود ہی جب مانگنے کا ڈھنگ بتائے، تو ملنے کا یقین آپ سے آپ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس لیے یہ دُعا اس وقت مسلمانوں کے لیے غیر معمولی تسکینِ قلب کی موجب ہوئی۔ علاوہ بریں اس دُعا میں ضمناً مسلمانوں کو یہ بھی تلقین کر دی گئی کہ وہ اپنے جذبات کو کسی نامناسب رُخ پر نہ بہنے دیں بلکہ انہیں اس دُعا کے سانچے میں ڈھال لیں۔ ایک طرف اُن روح فرسا مظالم کو دیکھیے جو محض حق پرستی کے جرم میں ان لوگوں پر توڑے جا رہے تھے، اور دوسری طرف اس دُعا کو دیکھیے جس میں دشمنوں کے خلاف کسی تلخی کا شائبہ تک نہیں۔ ایک طرف اُن جسمانی تکلیفوں اور مالی نقصانات کو دیکھیے جن میں یہ لوگ مبتلا تھے، اور دوسری طرف اس دُعا کو دیکھیے جس میں کسی دنیوی مفاد کی طلب کا ادنیٰ شائبہ تک نہیں ہے۔ ایک طرف اُن حق پرستوں کی انتہائی خستہ حالی کو دیکھیے، اور دوسری طرف اِن بلند اور پاکیزہ جذبات کو دیکھیے جن سے یہ دُعا لبریز ہے۔ اس تقابل ہی سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس وقت اہلِ ایمان کو کس طرز کی اخلاقی و روحانی تربیت دی جا رہی تھی۔

(باقی)

ضروری تصحیح

— تفہیم القرآن جلد ششم حاشیہ ایک سطر ۹ کی موجودہ عبارت بدل کر اس طرح لکھی جائے:

"حضرت خدیجہؓ کے ماموں زاد بھائی تھے۔ ان کے باپ قیس بن زائدہ اور حضرت خدیجہؓ کی والدہ فاطمہ بنت زائدہ آپس میں بہن بھائی تھے۔"

— تفہیم القرآن جلد اوّل، صفحہ ۹۰، سطر ۱۵ میں ساگ، ترکاری کے بعد کھیرا، ککڑی کا اضافہ کر لیا جائے

— ترجمۂ قرآن مع مختصر حواشی، صفحہ ۳۹، سطر ۱۲ میں بھی ساگ، ترکاری کے بعد کھیرا ککڑی کا اضافہ کر لیا جائے۔